بسم اللہ الرحمن الرحیم

كتاب الوعظ والتذكير

سلسلۂ اِشاعت: (۳۹)

گستاخِ رسالت کا بدترین انجام

(تفسیر ''سورۂ لہب'')

خطاب:

حضرت مولانا مفتی محمد سلمان صاحب منصورپوری

اُستاذ حدیث ونائب مفتی جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد

جمع وضبط:

(مولوی) محمد شعیب بجنوری (دیوبند)

ناشر

المركز العلمي للنشر والتحقيق

لال باغ مرادآباد

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَذَکِّرْ فَاِنَّ الذِّکْرٰی تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِیْنَ. [الذّٰریٰت: ۵۵]

(اور مسلسل نصیحت فرماتے رہیے؛ کیوں کہ نصیحت ایمان والوں کو نفع دیتی ہے)

کتاب الوعظ والتذکیر

سلسلۂ اِشاعت: (۳۹)

موضوعِ خطاب	:	گستاخِ رسالت کا بدترین انجام (تفسیر ''سورۂ لہب'')
خطاب	:	حضرت مولانا مفتی سید محمد سلمان صاحب منصور پوری
مقام	:	مرادآباد
تاریخ	:	۱۷؍محرم ۱۴۴۲ھ مطابق ۶؍ستمبر ۲۰۲۰ء بروز اتوار
دورانیہ	:	۲۶؍منٹ
جمع وضبط	:	(مولوی) محمد شعیب بجنوری (دیوبند)

آڈیو بیانات سننے کے لئے درج ذیل ویب سائٹ ملاحظہ کریں:

www.attablig.com/MUFTI-SALMAN

(مولوی محمد جنید پٹیل، جامعہ حقانیہ کٹھور، گجرات)

الحمد للّٰہ رب العالمین، أشھد أن لا إلٰہ إلا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ، وأشھد أن سیدنا ومولانا محمدًا عبدہ ورسولہ، صلی اللّٰہ تبارک وتعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وأصحابہٖ وذریاتہٖ وبارک وسلّم تسلیمًا کثیرًا کثیرًا، أما بعد. فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ ﴿تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَہَبٍ وَّتَبَّ○ مَآ اَغْنٰی عَنْہُ مَالُہٗ وَمَا کَسَبَ ○ سَیَصْلٰی نَارًا ذَاتَ لَہَبٍ وَّامْرَاَتُہٗ○ حَمَّالَۃَ الْحَطَبِ○ فِیْ جِیْدِھَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ﴾ صدق اللّٰہ مولانا العلي العظیم

(ترجمہ:- ابولہب کے ہاتھ ٹوٹ گئے اور وہ خود بھی ٹوٹ گیا۔ اُس کو کچھ بھی کام نہ آیا اس کا مال اور کمایا ہوا سامان۔ عنقریب وہ لپٹیں مارتی آگ میں پڑے گا۔ اور اُس کی بیوی (بھی اُس کے ساتھ جائے گی) جو ایندھن سر پر اُٹھانے والی ہے۔ اُس کی گردن میں مونجھ کی بٹی ہوئی رسی ہے)

حضراتِ گرامی! یہ ''سورۂ لہب'' ہے، جو مکہ معظّمہ میں نازل ہوئی، اور پانچ آیتوں پر مشتمل ہے۔

اِس سورت میں ایک انتہائی ضدی اور معاند دشمنِ اسلام ''ابولہب'' اور اُس کی انتہائی

نامعقول فتنہ پرور بیوی کے برے انجام کا ذکر کیا گیا ہے۔ اِس ضمن میں بہت سی عبرت کی باتیں سامنے آتی ہیں۔

ابولہب کی بدترین گستاخی

جس کا پسِ منظر یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو حکم دیا کہ سب سے پہلے اپنے قریبی رشتہ داروں کو دین کی دعوت پیش کریں اور اُنہیں آخرت کے عذاب سے ڈرائیں۔

چناں چہ آیت نازل ہوئی: ﴿وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ﴾ [الشعراء: ٢١٤] (اور آپ ڈرسنائیے اپنے قریبی رشتہ داروں کو)

چناں چہ آپ نے اُس کا یہ طریقہ اختیار فرمایا کہ آپ کعبہ مشرفہ کے قریب صفا پہاڑی پر تشریف لے گئے، اور وہاں جا کر آپ نے نام بنام قبیلے والوں کو بلانا شروع کیا۔ اُس زمانے میں کسی اہم بات کی طرف لوگوں کو متوجہ کرنے کے لئے یہی صورت اپنائی جاتی تھی۔

بہرحال آپ کی بات سن کر لوگ پہاڑی کے نیچے اکھٹے ہونے لگے، جب سب لوگ جمع ہوگئے، تو آپ نے اُن سے پوچھا کہ: ’’اگر میں تمہیں یہ خبر دوں کہ اِس پہاڑی کے پیچھے ایک دشمن ہے جو تم پر حملہ کرنے کے لئے پرتول رہا ہے، اور صبح شام میں تم پر حملہ کردے گا، تو تم میری بات پر یقین کروگے یا نہیں؟‘‘

تو سب لوگوں نے بیک آواز یہ جواب دیا کہ ’’مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ إِلَّا صِدْقًا‘‘ (یعنی ہم نے آپ سے سچ کے علاوہ کسی بات کا تجربہ نہیں کیا)

گویا آپ نے ہمیشہ سچی بات ہی کہی ہے، اِس لئے ہم آپ کی بات پر ضرور یقین کرلیں گے۔ جب سب نے آپ کی صداقت کا اِقرار کرلیا تو آپ نے اپنا مدعا پیش فرمایا کہ ’’میں تمہیں اللہ کے شدید عذاب سے ڈراتا ہوں‘‘۔

تو اُس مجمع کے اندر آپ کا سگا چچا ’’ابولہب‘‘ بھی تھا (جس کا اصل نام ’’عبدالعزیٰ‘‘ تھا)

اُس نے آپ کی بات سن کر بڑی جھنجھلاہٹ کے ساتھ دونوں ہاتھوں کو جھٹک کر یہ کہا: ''تَبًّا لَکَ سَائِرَ الْیَوْمِ، أَلِھٰذَا جَمَعْتَنَا'' (دن بھر تمہارا ناس ہو، کیا تم نے ہمیں اِسی مقصد سے یہاں جمع کیا تھا؟) تو اِسی موقع پر ''سورۂ لہب'' نازل ہوئی۔ (صحیح البخاری/کتاب التفسیر حدیث: ۴۷۷۰)

مشہور ہے کہ ''ابولہب'' بڑا گورا چٹا تھا۔ عربی زبان میں ''لہب'' کے معنیٰ ''چمک دار شعلے'' کے آتے ہیں، اِسی مناسبت سے اُس کی کنیت ''ابولہب'' رکھ دی گئی تھی۔

لیکن قرآن پاک نے بھی اُس کے اِسی لقب کو یہاں ذکر فرمایا، اِس سے دوسرے معنیٰ کی طرف اِشارہ کرنا مقصود ہے؛ کیوں کہ ''لہب'' کے معنیٰ ''دہکتی ہوئی آگ'' کے بھی آتے ہیں، تو اِس اعتبار سے یہ لقب اُس کے جہنمی ہونے کی طرف مشیر ہے۔ (مستفاد: بیان القرآن ۲/۸۴۷)

خلاصہ یہ کہ اس موقع پر ابولہب نے مروت اور اَخلاق کی تمام حدوں کو پار کر دیا۔

بعض روایتوں میں یہاں تک منقول ہے کہ اُس وقت اُس نے حضور کو مارنے کے لئے ہاتھ میں پتھر تک اُٹھا لیا تھا۔ (تفسیر قرطبی ۱۰/۲۱۰)

تو یہ اُس کی طرف سے انتہائی آخری درجہ کی کمینگی کی بات تھی کہ حق بات کو سمجھنے کے بجائے اُس نے برملا اُس کے خلاف رویہ اپنایا اور تحقیر آمیز انداز اختیار کیا۔

بعض حضرات مفسرین فرماتے ہیں کہ یہ اپنی مجلسوں میں کہتا تھا کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمھیں اُمیدیں دلاتے ہیں کہ مرنے کے بعد فلاں فلاں نعمتیں ملیں گی، اور پھر بطور استہزاء کے نجومیوں اور علم رمل وجفر رکھنے والوں کی طرح لوگوں کے سامنے اپنے ہاتھ دکھا کر کہتا تھا کہ اِس میں تو مجھے کچھ نظر نہیں آرہا ہے؛ گویا وہ اِس طرح حضور کا مذاق اُڑاتا تھا۔ (روح المعانی ۲۳/۱۶۸ بحوالہ: معارف القرآن جدید ۸/۱۱۲۰ ربیب بک ڈپو)

اور یہ بھی روایت ہے کہ یہ ملعون پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے پیچھے جا کر پتھر مارتا تھا، جس سے پیغمبر علیہ السلام لہولہان ہو جاتے تھے۔ (نعوذ باللہ من ذلک) (تفسیر قرطبی ۱۰/۲۱۱)

ابولہب کے گستاخ بیٹے کا عبرت ناک انجام

ابولہب کے پاس مال ودولت بھی خوب تھا اور کئی اَولادیں بھی تھیں، حدتو یہ ہے کہ اُس کے دو بیٹوں ''عتبہ'' اور ''عتیبہ'' سے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دو صاحبزادیوں کا رشتہ بھی پکا ہو چکا تھا؛ لیکن جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اِسلام کی دعوت پیش فرمائی، تو اِس ملعون نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ یہ رشتہ تمہیں ختم کرنا پڑے گا ورنہ میرا تم سے کوئی تعلق نہیں رہے گا۔

تو روایت میں ہے کہ ''عتبہ'' تو خاموش رہا، مگر ''عتیبہ'' نے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس جا کر بڑی بدتمیزی کی؛ حتیٰ کہ اِس ملعون نے آپ کا پیراہن مبارک چاک کر دیا، جس سے نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شدید صدمہ ہوا، اور اُس کی اِس رذیل حرکت پر آپ نے اُس کے لئے یہ بددعا فرمائی کہ: ''الٰہ العالمین! اُس پر اپنے کتوں میں سے کوئی کتا مسلط فرمادے''۔

چناں چہ یہ بددعا اِس طرح پوری ہوئی کہ مکہ مکرمہ کے لوگ تجارتی سفر پر جایا کرتے تھے، ایک قافلے میں ''عتیبہ'' بھی شامل تھا، راستے میں ایک جگہ رات میں پڑاؤ کیا گیا، تو وہاں کے لوگوں نے بتایا کہ یہ شیروں کا علاقہ ہے، اِس لئے احتیاط سے رہنا، تو ''عتیبہ'' کو یاد آیا کہ ''حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُس کے لئے بددعا کر رکھی ہے''۔ تو لوگوں نے اُس کا بستر اور پڑاؤ سارے قافلے کے درمیان میں رکھا؛ تاکہ اگر شیر آ بھی جائے تو اُس تک نہ پہنچ سکے۔

لیکن اللہ کا کرنا یہ ہوا کہ رات میں شیر آیا اور وہ لوگوں کو سونگھتا رہا اور کسی کو کچھ نہیں کہا؛ مگر ''عتیبہ'' کے پاس جا کر اُس کو پھاڑ ڈالا، جس سے وہ وہیں جہنم رسید ہوگیا۔ (مستفاد: دلائل النبوۃ ۳۳۹/۲ دارالکتب العلمیۃ بیروت)

ابولہب کی عبرت ناک موت

اور ابولہب کو اپنے مال اور اَولاد پر بڑا غرور تھا؛ لیکن اُس کا بدترین انجام دنیا ہی میں لوگوں نے دیکھ لیا کہ ''غزوۂ بدر'' کے ایک ہفتہ کے بعد اُس کے بدن میں کوئی زہریلا دانہ نکلا۔ بعض لوگ لکھتے ہیں کہ وہ طاعون کی گلٹی تھی، جو نہایت تکلیف دہ تھی، اور گھر والوں نے اِس خطرے سے کہ

کہیں یہ مرض اوروں کو نہ لگ جائے، اُسے بالکل الگ تھلگ کر دیا؛ حتیٰ کہ کوئی اُس سے ملتا جلتا ہی نہیں تھا، اسی حالت میں چند روز میں ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر گیا، مرنے کے بعد کوئی اُس کی لاش بھی اُٹھانے کو تیار نہیں تھا، اِسی میں تین دن گذر گئے، اور بدبو اُٹھ پڑی، تو مجبوراً غلاموں کے ذریعہ اُٹھوا کر گڑھے میں ڈلوایا گیا، اور پتھروں سے اُسے ڈھک دیا گیا، **لعنة اللّٰہ علیہ** ۔(مستفاد: تفسیر کبیر للرازی ۳۱/۱۷۲، بیان القرآن ۲/۷۸۱-۷۸۲)

تو یہ شخص جو سردار بنا پھرتا تھا اور کبر وغرور سے حق کے سامنے ہاتھوں کو جھٹکتا اور زہر یلے تبصرے کرتا تھا، تو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں بھی اُس کو انتہائی ذلت کی موت سے دوچار کیا، اور آخرت میں جو عذاب ہوگا، اُس کا تو دنیا میں تصور ہی نہیں کیا جاسکتا۔ اُس کا مال اور اَولاد نہ دنیا میں اُس کے کام آئے اور نہ آخرت میں کام آسکیں گے۔

ابولہب کی ملعونہ بیوی

''ابولہب'' کی بیوی ''اُم جمیلہ بنت حرب'' بھی انتہائی خبیثہ اور ملعونہ تھی، بعض روایتوں میں ہے کہ وہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے راستے میں کانٹے بچھایا کرتی تھی۔ (بیان القرآن ۲/۷۸۱)

بعض حضرات مفسرین نے فرمایا کہ یہ بڑی چغل خور اور کینہ پرور عورت تھی۔

اور اپنے ضدی شوہر کا برائی میں ساتھ دینے والی اور اُس کی فتنہ انگیزیوں کے اندر معاون تھی۔ اِسی اعتبار سے اُسے ''حَمَّالَةَ الْحَطَبِ'' (بوجھ کو اٹھانے والی اور دشمنی کی آگ بھڑکانے والی) کہا گیا ہے۔

جب کہ بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ یہ بڑی بخیل اور کنجوس بھی تھی، جس کی بنا پر ملازموں سے خدمت لینے کے بجائے خود ہی جنگل سے ایندھن کا بوجھ اُٹھا کر لایا کرتی تھی۔ اور جیسا کہ بوجھ اُٹھانے والی عورتوں کا طریقہ ہے کہ گٹھر کو پیچھے کمر پر لاد کر اُس کی رسی پیشانی پر باندھ لیتی ہیں؛ تاکہ سہولت سے بوجھ اُٹھایا جاسکے۔

تو یہ ملعونہ ایک دن ایسے ہی بوجھ لاد کر آرہی تھی کہ وہ پیشانی والی رسی کھسک کر اُس کی گردن

میں جا پھنسی، جس کی بنا پر اُس کا دم گھٹ گیا اور اسی حالت میں موت آ گئی، تو یہ اُس ملعونہ کا دنیا میں انجام ہوا، جو اپنے بدترین شوہر کی شرارتوں میں معاون بنی ہوئی تھی۔ (مستفاد: تفسیر قرطبی ۱۰/۲۱۴-۲۱۵)

محض نسب کارآمد نہیں

اِس تفصیل سے ایک اہم بات یہ معلوم ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں محض قرابت اور نسب کام آنے والا نہیں ہے؛ جیسا کہ سگا چچا ہونے کے باوجود ابولہب اللہ کی رحمت سے محروم رہا۔

لہٰذا کوئی یہ خیال نہ کرے کہ قریبی رشتہ داریاں اِیمان وعمل کے بغیر نجات کا سبب بن جائیں گی، ایسا ہرگز نہیں ہے۔ آخرت میں تو نجات اُسی کو ملے گی جو اِیمان لائے اور اچھے اعمال کرے، بھلے سے وہ رشتہ دار ہو یا نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کے یہاں صرف اِیمان اور عمل کی قدر ہے۔

اِسی لئے سرورِ عالم حضرت محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تمام اعزاء اور قریبی لوگوں کو خصوصی خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا: "أَنْقِذُوْا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ؛ فَإِنِّي لَا أُغْنِيْ عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا" (یعنی تم خود ایمان لاکر اپنے کو جہنم سے بچانے کا انتظام کرو؛ کیوں کہ (اگر تم ایمان نہیں لاؤ گے تو) میں تمہیں اللہ کے دربار میں کچھ فائدہ نہیں پہنچا پاؤں گا)

حدیث میں ہے: "فَعَمَّ وَخَصَّ" یعنی آپ نے پہلے پورے قبیلے والوں کو عمومی خطاب کیا، اُس کے بعد باقاعدہ نام لے کر خصوصی خطابات فرمائے؛ حتیٰ کہ اپنی چہیتی صاحبزادی خاتونِ جنت حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ: "يَا فَاطِمَةُ! أَنْقِذِيْ نَفْسَكِ مِنَ النَّارِ؛ فَإِنِّيْ لَا أَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا" (یعنی پیاری بیٹی فاطمہ! تم خود اپنے کو جہنم سے بچانے کی فکر کرو؛ کیوں کہ میں محض نسب کی بنیاد پر اللہ کے دربار میں تمہیں کچھ فائدہ نہ پہنچا پاؤں گا) (صحیح مسلم/ کتاب الایمان حدیث: ۲۰۴)

گویا کہ یہ مت سمجھنا کہ ہمارے اَبا جان پیغمبر ہیں، تو ہم ایمان وعمل کے بغیر نجات پا جائیں گے؛ بلکہ نجات جب ہی ملے گی جب کہ اِیمان اور حسن عمل کی دولت سے آدمی مالا مال ہو، اِس کے بغیر نسب سے کوئی نفع نہیں ہوگا۔

اور ایک حدیث میں پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اِرشاد فرمایا: "مَنْ بَطَّأَ بِهٖ عَمَلُهٗ لَمْ يُسْرِعْ بِهٖ نَسَبُهٗ" (یعنی جس کا عمل اسے پھسڈی بنا دے اُس کا نسب اُسے آگے نہیں لے جاسکتا)

(صحیح مسلم/کتاب الذکر والدعاء حدیث:۲۶۹۹)

اِسی طرح اِس سورت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کوئی آدمی اپنے مال ودولت یا زینہ اَولاد پر بھروسہ نہ کرے؛ کیوں کہ اللہ کے دربار میں یہ چیزیں آدمی کو عذاب سے نہیں بچا پائیں گی؛ جب تک کہ اِیمان وعمل کی دولت ساتھ نہ ہو۔

اور تیسری بات خاص طور پر یہ معلوم ہوئی کہ جو شخص چغل خور ہو، یا زبانی وعملی طور پر کسی ظالم کا معاون ہو، وہ بھی قابل صد مذمت اور ملعون ہے؛ جیسا کہ یہ ابولہب کی بیوی جو اپنے ظالم شوہر کی دست راست بنی ہوئی تھی، اور معاشرے کی چغلیاں کھاتی تھی، تو وہ بھی بالآخر بدترین انجام سے دوچار ہوئی۔ نعوذ باللہ من ذلک

چناں چہ فرمایا جارہا ہے:

﴿تَبَّتْ يَدَآ أَبِیْ لَهَبٍ وَّتَبَّ﴾ (یعنی ابولہب کے ہاتھ ٹوٹ گئے اور وہ خود بھی ٹوٹ گیا) اِس سے پہلے وہ غرور وتکبر کے مارے انکار کرتے ہوئے ہاتھوں کو جھٹک رہا تھا، اور اپنے کر وفر کا اظہار کررہا تھا؛ لیکن دیکھتے ہی دیکھتے یہ ساری چیزیں دھری کی دھری رہ گئیں اور اُس کا بیڑہ غرق ہوگیا۔

پھر فرمایا: ﴿مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ﴾ (یعنی اُس کو اُس کا مال اور کمایا ہوا سامان کچھ بھی کام نہ آیا) حتیٰ کہ دنیاوی وجاہت وعزت بھی ہاتھ سے جاتی رہی۔

آگے فرمایا: ﴿سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ﴾ (یعنی عنقریب وہ ایسی آگ میں جاپڑے گا جو لپٹیں مارنے والی ہے) گویا کہ بڑی خطرناک آگ ہے، جس میں اُسے موت کے بعد ڈالا جائے گا۔

پھر فرمایا: ﴿وَامْرَاَتُهٗ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ﴾ (یعنی جہنم میں اُس کے ساتھ اُس کی بیوی بھی

جائے گی، جو ایندھن (برائیوں کا بوجھ) سر پر اُٹھانے والی ہے) اور بڑی فتنہ پرور ہے۔

اخیر میں فرمایا: ﴿فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ﴾ (یعنی اُس عورت کی گردن میں مونجھ کی اچھی طرح بٹی ہوئی رسی ہے) اِس سے دنیاوی رسی بھی مراد ہو سکتی ہے؛ جیسا کہ اوپر گذرا۔

اور بہت سے مفسرین نے اِس سے جہنم کے اندر اُس کے ساتھ پیش آمدہ عذاب مراد لیا ہے کہ اُس کے گلے میں زنجیریں اور طوق ڈال دیے جائیں گے، جس کی بنا پر عذاب کی شدت میں بے انتہاء اضافہ ہوگا، اللھم احفظنا منہ۔ (مستفاد: تفسیر ابن کثیر مکمل ص: ۱۴۶۹ دار السلام ریاض)

علامہ عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اِس سورت کی تفسیر کرتے ہوئے اخیر میں فرماتے ہیں کہ اِس سورت کا مضمون بجائے خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقانیت کی کھلی دلیل ہے؛ کیوں کہ اِس میں یہ خبر سنائی گئی ہے کہ ''ابولہب'' اور اُس کی بیوی جہنم رسید ہوئی، جو دراَصل اِس بات کی پیشین گوئی ہے کہ یہ دونوں مرتے دم تک اِیمان سے محروم رہیں گے، اور ظاہراً یا باطناً کسی طرح اِیمان نہیں لائیں گے؛ چناں چہ واقعہ بھی اِسی طرح پیش آیا، اور یہ پیشین گوئی حرف بحرف صادق ہو کر پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی کی واضح حجت بن گئی، فالحمد للہ علیٰ ذلک۔ (تفسیر ابن کثیر مکمل ص: ۱۴۷۰ دار السلام ریاض)

اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو ہر طرح کی غلطیوں سے محفوظ فرمائے، اپنی رضا اور خوشنودی سے مالا مال فرمائیں، ہر قسم کے شرور وفتن سے محفوظ فرمائیں، اور دین پر استقامت نصیب فرمائیں، آمین۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ